مولانا حکیم محمود احمد ظفر قسط نمبر (۱)

خاندانِ عثمانی کی بنو ہاشم سے رشتہ داریاں

دوسرے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی طرح سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کی بھی بنو ہاشم سے رشتہ داری تھی۔ سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کا بنواُمیّہ سے تعلق تھا اور سیدنا علی رضی اللہ عنہ کا بنو ہاشم سے لیکن حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت سے پہلے ان دونوں خاندانوں کے آپس میں رشتہ داری کے تعلقات چلے آرہے تھے جس کا اعتراف ایک موقع پر سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے بھی فرمایا:

''**لم یمنعنا قدیم عزنا ولا عادی طولنا علیٰ قومک ان خلطنا کم بانفسنا فنکحنا و انکحنا فعل الاکفاء.**'' (نہج البلاغہ، جلد:۲، ص:۳۲)

(اے معاویہ، رضی اللہ عنہ) آپ کی قوم پر ہماری دیرینہ عزت نے ہمیں اس بات سے منع نہیں کیا کہ ہم آپ لوگوں کو اپنے میں ملائیں۔ پس ہم نے تمہاری عورتوں کے ساتھ نکاح کیے اور تم نے ہماری عورتوں سے نکاح کیے۔ جیسا کہ ہم کفولوگ آپس میں رشتے دیتے لیتے ہیں۔

رشتۂ اوّل:

سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کا سب سے پہلا خاندانِ بنو ہاشم سے یہ رشتہ تھا کہ سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کی والدہ اروٰی بنت کریز کی والدہ اُمّ حکیم البیضاء جو کہ خاندانِ بنو ہاشم سے تعلق رکھتی تھیں اور بنو ہاشم کے سردار خواجہ عبدالمطلب کی بیٹی تھیں، کا نکاح کریز بن ربیعہ بن حبیب بن عبد شمس بن عبد مناف سے ہوا۔ اس نکاح سے ایک لڑکی اروٰی (رضی اللہ عنہا) پیدا ہوئیں جو سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کی والدہ تھیں۔ دوسرے لفظوں میں ان کی والدہ نے ہاشمی دودھ پیا تھا۔ اور یہ اروٰی رضی اللہ عنہا خواجہ عبدالمطلب کی نواسی، حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے والد عبداللہ اور سیدنا علی رضی اللہ عنہ کے والد ابو طالب کی حقیقی بھانجی تھیں۔ اس لحاظ سے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم، سیدنا علی رضی اللہ عنہ اور سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کے سگے ماموں زاد بھائی تھے۔ اور سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ اُن کے پھوپھی زاد بھائی تھے۔ اسی وجہ سے کتابوں میں آتا ہے کہ سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کئی دفعہ سیدنا علی رضی اللہ عنہ کو ابن خالی (ماموں زاد بھائی) کہہ کر مخاطب کرتے تھے۔ اُمّ حکیم البیضاء کے اس رشتہ کے لیے ملاحظہ ہو: مستدرک حاکم، جلد:۳، ص:۹۶۔ کتاب المحبر لابی جعفر، لاہور۔ طبقات ابن سعد، جلد:۸، ص:۴۲۔ اسد الغابہ لابن اثیر، جلد:۵، ص:۱۹۱، وغیرہم)

رشتۂ دوم:

خاندانِ بنو ہاشم سے سیدنا عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کا دوسرا رشتہ یہ تھا کہ آپ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ

وسلم کے داماد تھے۔ اور یکے بعد دیگرے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی دو صاحبزادیاں آپ کے حبالۂ عقد میں آئیں۔ ان میں سے سیدہ رقیہ رضی اللہ عنہا بنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے آپ کی اولاد بھی ہوئی۔ ایک صاحبزادہ عبداللہ نامی پیدا ہوئے۔ جس کے نام پر آپ کی کنیت ابوعبداللہ تھی۔ مسعودی نے دو لڑکوں کا ذکر کیا ہے۔ ایک عبداللہ اور دوسرے عبداللہ الاصغر۔ (مروج الذہب، جلد:۲، ص:۳۳۱)

سیدہ رقیہ بنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے خاوند کے ساتھ حبشہ کی طرف ہجرت فرمائی اور جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''صحبهما اللّٰه! ان عثمان لاوّل من هاجر الی اللّٰه باهله بعد لوط.''

جن لوگوں نے اپنی اہلیہ کے ساتھ اللہ کی راہ میں ہجرت کی، حضرت لوط علیہ السلام کے بعد عثمان رضی اللہ عنہ اُن لوگوں میں اوّل ہیں۔ (تاریخ الخلفاء، ص:۱۵۱، مصر)

دامادی کا یہ رشتہ سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کے لیے بڑے فخر ومباہات کی بات تھی۔ لیکن اس پر مستزاد یہ کہ جب سیدہ رقیہ رضی اللہ عنہا جنگِ بدر کے موقع پر بیمار ہوکر انتقال فرما گئیں اور سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ اپنی اس پیاری بیوی کے انتقال کی جدائی کی وجہ سے مغموم ومحزون تھے، تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی دوسری صاحبزادی سیدہ اُم کلثوم بنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ربیع الاوّل ۳ھ میں ان کے حبالۂ عقد میں دے دیا۔ اور جمادی الاخریٰ میں ان کی رخصتی بھی فرما دی۔ شعبان ۹ھ کو وہ اس دارِ فانی سے انتقال کر گئیں۔ اس عرصہ میں وہ اپنے خاوند سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کے ساتھ نہایت خوش وخرم زندگی بسر کرتی رہی۔ لیکن ان کے ہاں کوئی اولاد نہ ہوئی۔

(طبقات ابن سعد، جلد:۸، ص:۳۸، بیروت۔ اسد الغابہ، جلد:۵، ص:۶۱۲، تاریخ الخلفاء، ص:۱۴۸، مصر)

سیدہ اُم کلثوم رضی اللہ عنہا کے انتقال کے بعد سیدنا علی رضی اللہ عنہ کے بیان کے مطابق جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

''لو انّ لی اربعین بنتاً زوّجتُ عثمان واحدةً بعد واحدةٍ حتی لا یبقیٰ منهن واحدة.''

اگر میری چالیس بیٹیاں ہوتیں تو میں یکے بعد دیگرے عثمان رضی اللہ عنہ سے نکاح کر دیتا۔ حتی کہ ایک بھی نہ رہ جاتی۔ (تاریخ الخلفاء، ص:۱۵۳، مصر۔ اسد الغابہ، جلد:۳، ص:۳۷۶)

آپ کے اسی عظیم شرف کی وجہ سے سیدنا علی رضی اللہ عنہ کے قول کی وجہ سے ملاء اعلیٰ میں آپ کا نام ''ذوالنورین'' رکھا گیا۔ چنانچہ سیدنا علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

''ذاک امراءٌ یدعٰی فی الملاء الاعلیٰ ذو النورین کان ختن رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه

وسلّم علیٰ ابنتیه.''

یہ شخص ملاءاعلیٰ میں ذوالنورین کے لقب سے پکارا جاتا ہے، کیونکہ رسوال اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی دو بیٹیاں دے کر انہیں اپنی دامادی کا شرف عطا فرمایا تھا۔ (تاریخ الخلفاء، ص:۱۴۹، مصر)

امام بیہقیؒ نے ایک روایت نقل فرمائی ہے کہ:

''تخلیقِ آدم علیہ السلام سے لے کر قیامِ قیامت تک سوائے سیدنا عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کے کسی شخص کے نکاح میں نبی کی دو بیٹیاں جمع نہیں ہوئیں اسی وجہ سے ان کا لقب ''ذوالنورین'' رکھا گیا۔ یعنی دونور والا۔

(تاریخ الخلفاء، ص:۱۴۹)

اندازہ فرمایئے کہ سیدنا علی رضی اللہ عنہ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک صاحبزادی سے شادی کر کے آسمانِ فضیلت کا ایک ستارہ بن گئے۔ اور سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ اسی رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی دو چہیتی صاحبزادیوں کے شوہرِ نامدار ہو کر بھی مقام رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے ناآشنا لوگوں کی دلی عداوت کی وجہ سے مطعون کیے گئے۔ چنانچہ اس سلسلہ میں سب سے پہلی غلط بات جو کہی گئی وہ یہ کہ سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا زوجۂ سیدنا علی رضی اللہ عنہ کے سوا آپ کی دوسری تین صاحبزادیوں سیدہ زینب، سیدہ رقیہ، اور سیدہ اُمّ کلثوم رضی اللہ عنہن کے بنات رسول ہونے ہی کا انکار کر دیا گیا۔ چنانچہ بعض نے ان کو نہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بیٹیاں تسلیم کیا اور نہ ہی سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا کی۔ اور بعض نے یہ کرم کیا کہ ان کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بیٹیاں تو تسلیم نہ کیا، البتہ سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا کی پہلے خاوند کی لڑکیاں تسلیم کیا۔ گویا یہ سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کی ماں جائی بہنیں تھیں لیکن یہ دونوں باتیں حدیث و تاریخ بلکہ قرآن کی روشنی میں غلط ہیں۔ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سخت ترین توہین ہے کیونکہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی بیٹیاں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ابوّت سے خارج کر دینا نہ صرف ان بیٹیوں کی توہین ہے بلکہ خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بھی توہین ہے۔ چنانچہ اس فتنہ آفرین نظریہ کے رد کے لیے جی چاہتا ہے کہ قرآن حکیم اور ان لوگوں کی کتابوں سے کچھ دلائل یہاں قارئین کرام کے لیے ہدیہ پیش کر دوں۔ جو پیغمبرِ اسلام کی بیٹیوں کو اپنے باپ سے الگ کرنا چاہتے ہیں۔

۱۔　اس سلسلہ میں سب سے زیادہ یقینی اور قطعی دلیل تو خود قرآن حکیم ہے۔ قرآن حکیم میں حق تعالیٰ شانہٗ نے صاف لفظوں بنات رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے مسئلہ کو حل فرما دیا۔ اور میرے خیال میں اگر اور دلیل بھی نہ ہوتی تو قرآن کی یہی ایک آیت اس مسئلہ کے اثبات کے لیے کافی تھی۔ ملاحظہ فرمایئے کہ کتنے صاف الفاظ میں حق تعالیٰ نے اس مسئلہ کو بیان فرمایا:

یَا اَیُّهَا النَّبِیُّ قُلْ لِاَزْوَاجِکَ وَ بَنَاتِکَ وَ نِسَآءِ الْمُؤْمِنِیْنَ......الخ

اے نبی! (صلی اللہ علیہ وسلم) کہہ دیجیے اپنی بیویوں کو اور اپنی بیٹیوں کو اور مؤمنین عورتوں کو۔ (الاحزاب)

اس آیت میں صاف طور پر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی ازواج مطہرات اور بنات طاہرات کا ذکر فرمایا گیا جس سے صاف پتہ چلتا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک سے زیادہ بیٹیاں تھیں۔ کیونکہ یہاں ''بنات'' کا لفظ استعمال ہوا ہے جو بنت کی جمع ہے اور عربی زبان میں جمع کا صیغہ دو سے زائد اور کم از کم تین پر بولا جاتا ہے۔ ایک پر جمع کا لفظ استعمال نہیں ہوتا۔ بعض حضرات اپنی کند ذہنی اور جہالت کی بنا پر اس لفظ کی تاویل بلکہ تحریف کرتے ہیں کہ یہاں ''بنات'' سے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کی حقیقی بیٹیاں مراد نہیں ہیں۔ بلکہ تمام اُمّت کی عورتیں مراد ہیں کیونکہ پیغمبر اسلام تمام مومنہ عورتوں کے باپ ہیں اور وہ پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کی بیٹیاں ہیں۔ یہ تاویل قرآن سے غبی الذہن ہونے کی بیّن دلیل ہے کیونکہ اس سے اگلے الفاظ'' وَ نِسَآءِ الْمُؤْمِنِیْنَ '' میں عام مسلمانوں کی بیویوں کے بارے میں خطاب کیا گیا جس سے اس شبہ کا ازالہ ہو گیا۔

احادیث اور تواریخ کی روایات قرآن حکیم کی اس آیت کی تائید بھی کرتی ہیں جن میں صاف طور پر بتایا کہ پیغمبرِ اسلام کی صرف ایک بیٹی نہیں تھی بلکہ چار بیٹیاں تھیں۔ زینب، رقیہ، اُمّ کلثوم اور فاطمہ رضی اللہ عنہن۔ اب قرآن حکیم کی اس آیت اور احادیث و تواریخ کی ثقہ روایات کی موجودگی میں یہ کہہ دینا کہ پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وسلم کی صرف ایک بیٹی فاطمہ رضی اللہ عنہا تھی۔ عناد، ہٹ دھرمی اور تعصب نہیں تو اور کیا ہے؟ میرے خیال میں پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کی بیٹیوں کو یہ کہنا کہ وہ پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کی بیٹیاں نہیں ہیں، پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں اس سے بڑی اور کوئی گستاخی نہیں ہو سکتی۔

شیعہ حضرات کی سب سے معتبر کتاب ''الکافی'' میں صاف لفظوں مرقوم ہے:

''و تزوج خديجة و هو ابن بضع و عشرين سنة فولد له منها قبل مبعثه القاسم و رقية و زينب و اُمّ كلثوم و ولد له بعد المبعث الطيّب و الطاهر و الفاطمة عليها السلام.''

اور جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا سے بیس اور کچھ سال کی عمر میں شادی کی۔ اور ان کے بطن سے اعلانِ نبوّت سے قبل قاسم، رقیہ، زینب اور اُمّ کلثوم پیدا ہوئیں۔ اور اعلانِ نبوّت کے بعد طیب، طاہر اور فاطمہ رضی اللہ عنہم پیدا ہوئے۔''

ملّا باقر مجلسی نے ابن شہر آشوب کے حوالہ سے نقل کیا ہے:

''ولد من خديجة القاسم و عبداللّٰه و هما الطيّب و الطاهر و اربع بنات زينب، رقية و امّ كلثوم وهي آمنة و فاطمة.''

سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ اولاد ہوئی، قاسم، عبداللہ، انہی دونوں کو طاہر اور طیب کہتے ہیں۔ اور چار صاحبزادیاں زینب، رقیہ امّ کلثوم جن کو آمنہ بھی کہتے ہیں اور فاطمہ سلام اللہ علیہن۔

(مرأۃ العقول، جلد:۱ص:۳۵۲۔ حیات القلوب، جلد:۲،ص:۵۸۸، تہران)

ملّا باقر مجلسی نے اپنی مشہور کتاب ''حیات القلوب'' میں اس مسئلہ پر بڑی تفصیل سے بحث کی ہے اور یہ ثابت کیا ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی سیدہ خدیجہ سلام اللہ علیہا کے بطن سے چار صاحبزادیاں تھیں بلکہ سوائے سیدنا ابراہیم کے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ساری اولاد سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا کے بطن سے تھی۔ چنانچہ اس شبہ کا جواب دیتے ہوئے کہ سیدہ زینب، سیدہ رقیہ اور سیدہ اُمّ کلثوم رضی اللہ عنہن، سیدہ خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا کے پہلے خاوند سے تھیں۔

ملّا باقر مجلسی نے لکھا ہے کہ:

''و جمعے از علمائے خاصہ و عامہ را اعتقاد آنست کہ رقیہ و اُمّ کلثوم دختران خدیجہ بودند از شوہر دیگر کہ پیش از شوہرے رسولِ خدا داشتہ حضرت ایشاں تربیت کردہ بود۔ و دختر حقیقی آنجناب نبودند۔ و بعضی گفتہ اند کہ دختران ہالہ خواہرِ خدیجہ بودہ اند، و برنفی ایں دو قول روایاتِ معتبرہ دلالت می کنند۔''

شیعہ اور سنی علما کی ایک جماعت کا یہ عقیدہ ہے کہ رقیہ و امّ کلثوم، سیدہ خدیجہ کی پہلے شوہر سے لڑکیاں تھیں۔ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حقیقی، بیٹیاں نہ تھیں۔ اور بعض کہتے ہیں کہ یہ سیدہ خدیجہ کی بہن ہالہ کی بیٹیاں تھیں۔ لیکن ان دونوں اقوال کی نفی پر معتبر روایات دلالت کرتی ہیں۔'' (حیات القلوب، جلد:۲،ص:۵۸۹،تہران)

اس عبارت میں ملّا باقر مجلسی نے سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کے بارے میں اپنے قلبی عناد اور بغض کا مظاہرہ کیا ہے۔ اس میں ملّا صاحب نے اس بات کو تو تسلیم کر لیا ہے کہ صرف سیدہ رقیہ اور سیدہ اُمّ کلثوم رضی اللہ عنہن کے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بیٹی ہونے میں کسی کو کوئی اختلاف نہیں۔ جس سے یہ تو ثابت ہوتا ہے جو کہ بعض لوگوں کے لیے سوہانِ روح ہے۔

ایک اور مقام پر لکھا ہے کہ:

''ابن بابویہ بسندِ معتبر از آنحضرت روایت کردہ است کہ از برائے رسولِ خدا متولّد شد از خدیجہ قاسم و طاہر و نام عبداللہ بود، و اُمّ کلثومؓ و رقیہؓ و زینبؓ و فاطمہؓ۔ و حضرت امیر المؤمنین علیہ السلام فاطمہؓ را تزویج نمود۔ زینبؓ را ابوالعاص بن ربیعہ و او مردے بود از بنوامیّہ و عثمان بن عفان ام کلثومؓ را تزویج نمود و پیش از آنکہ بخانہ او بردد برحمت الٰہی واصل شد۔ پس چوں بجنگِ بدر رفتند حضرت رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم رقیہ را باو تزویج نمود۔''

ابن بابویہ نے معتبر سند کے ساتھ روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سیدہ خدیجہؓ کے بطن سے قاسم اور طاہرؓ پیدا ہوئے۔ طاہرؓ کا اصلی نام عبداللہ تھا۔ اور اُمّ کلثومؓ، رقیہؓ، زینبؓ اور فاطمہؓ پیدا ہوئیں۔ سیدنا علیؓ نے سیدہ فاطمہؓ سے نکاح کیا۔ اور زینبؓ کی شادی سیدنا ابوالعاص بن ربیع سے ہوئی۔ اور سیدنا عثمان بن عفان کا نکاح سیدہ ام کلثوم سے ہوا۔ اور وہ پیشتر اس کے کہ سیدنا عثمانؓ کے گھر جائیں انتقال کر گئیں۔ (یہ تاریخی لحاظ سے بالکل غلط ہے۔ مؤلف) پس جب جنگ بدر کے لیے جا رہے تھے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سیدہ رقیہ کو ان کے نکاح میں دے دیا۔ (حیات القلوب، جلد:۲،ص:۵۸۸،تہران)

اوپر والے اقتباسات میں ملا باقر مجلسی نے صاف طور پر تسلیم کیا ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی چار صاحبزادیاں تھیں، سیدہ زینبؓ، سیدہ رقیہؓ، سیدہ اُمّ کلثومؓ اور سیدہ فاطمہ سلام اللہ علیہن اور یہ ساری سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہ کے بطن سے تھیں۔ اس بارہ میں اختلاف قرآن، حدیث اور تاریخ سے جہالت اور ذہنی غباوت کا نتیجہ ہے۔

مشہور شیعہ مؤرخ عباس قمی نے بھی بنات رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے بارہ میں وہی کچھ لکھا ہے جو ملاّ باقر مجلسی نے تحریر کیا ہے۔ چنانچہ لکھتے ہیں:

''در قرب الاسناد واز صادق علیہ السلام روایت شدہ است کہ از برائے رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم از خدیجہؓ متولد شدند۔ طاہر وقاسم وفاطمہ واُمّ کلثوم ورقیہ وزینب وتزویج نمود فاطمہ را بحضرت امیر المومنین وزینب را بابی العاص ابن الربیع کہ از بنی اُمیہ بود، واُمّ کلثومؓ را بعثمان بن عفان وپیش از آنکہ نجانہ عثمانؓ بردد برحمت الٰہی واصل شدہ، بعد از او حضرت رقیہ را باوتزویج نمود۔''

قرب الاسناد میں سیدنا جعفر صادقؒ سے مروی ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سیدہ خدیجہؓ سے طاہر، قاسمؓ، فاطمہؓ، اُمّ کلثومؓ، رقیہؓ، اور زینبؓ پیدا ہوئے۔ ان میں سیدہ فاطمہؓ کی شادی سیدنا علیؓ سے ہوئی۔ سیدہ زینبؓ کی سیدنا ابوالعاصؓ بن الربیع سے ہوئی جن کا تعلق بنی اُمیہ سے تھا۔ اور سیدہ اُمّ کلثوم کا نکاح سیدنا عثمانؓ بن عفان سے ہوا، لیکن قبل اس کے کہ وہ سیدنا عثمان کے گھر رخصت ہو کر جاتیں اس دار فانی سے انتقال فرما گئیں۔ ان کے انتقال کے بعد جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سیدہ رقیہ کا ان سے نکاح کر دیا۔ (منتہی الآمال، عباس قمی، جلد:۱، ص:۱۲۵، تہران)

شیعہ مذہب کی مشہور ترین کتاب ''الکافی'' میں بھی کئی مقامات پر یہ بتایا گیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک سے زائد بیٹیاں تھیں۔ چنانچہ لکھا ہے کہ:

عن ابی عبداللّٰہ علیہ السّلام قال کان رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم اَبا بنات.

سیدنا جعفر صادقؒ (فقہ جعفریہ کے بانی) فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی دو سے زائد بیٹیاں تھیں۔
(فروع کافی، جلد:۶، ص:۵، باب فضل البنات، تہران)

اسی باب میں ایک اور روایت جارود بن المنذر سے مروی ہے۔ کہتے ہیں کہ مجھے سیدنا جعفر صادق نے فرمایا:

''بلغنی انه ولد لک ابنة و انک تسخطها و ما علیک منها ریحانة تشمّها و قد کفیت رزقها و قد کان رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم اَبَا بَنات.

مجھے پتہ چلا ہے کہ تیری ایک ہی لڑکی ہے اور تو اس سے غصے ہوتا ہے۔ اور تجھے اس سے کوئی انس ومحبت نہیں۔ وہ اپنا رزق کھائے گی۔ حالانکہ اگر لڑکی ایسی ہی نکمی اولاد ہوتی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بیٹیوں والے نہ ہوتے۔
(فروع کافی، جلد:۶، ص:۶، تہران)

اسی کتاب میں مہر کے ایک مسئلہ کا ذکر کرتے ہوئے سیدنا جعفر صادق اپنے والد سیدنا محمد باقر کے حوالہ سے فرماتے ہیں:

ما زوج النبی صلی اللّٰہ علیہ وسلّم سائر بناتہ و لا تزوج شیئًا من نسائہ علٰی اکثر من اثنٰی عشرۃ اوقیۃ و نش. والاقیۃ اربعون درھماً و انش عشرون درھما.

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی تمام بیٹیوں اور بیویوں کا حق مہر ساڑھے بارہ اوقیہ سے زیادہ نہ باندھا۔ایک اوقیہ ۴۰ درہم کا ہوتا ہے۔(فروع کافی، جلد:۲،ص:۱۵۶، نول کشور)

اصول اربعہ کی ایک اور مشہور کتاب ''الاستبصار اور تہذیب الاحکام'' میں ایک فقہی مسئلہ کے ضمن میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسم کی صاحبزادیوں کے مسئلہ کو یوں حل کیا گیا ہے کہ راوی حدیث یزید بن خلیفہ کہتا ہے کہ میں سیدنا جعفر صادقؒ کے پاس بیٹھا ہوا تھا کہ شہر قم کے رہنے والے ایک شخص نے پوچھا کہ کیا عورتیں نماز جنازہ پڑھ سکتی ہیں؟ سیدنا جعفر صادقؒ نے جواب دیا کہ:

''عن زینب بنت النبّی علیہ السّلام توفیت و انّ فاطمۃ علیھا السّلام خرجت فی نسائھا فصلّت علی اختھا.''

سیدہ زینب بنت النبی صلی اللہ علیہ وسلم کا جب انتقال ہوا تو سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا نے دوسری عورتوں کے ساتھ اپنی بہن کی نماز جنازہ پڑھی۔(الاستبصار، جلد:۱،ص:۲۴۵، ۴۸۵۔تہذیب الاحکام، جلد:۸،ص:۱۶۱، تہران)

میرے خیال میں شیعہ محدثین اور مؤرخین میں سے شاید ہی کوئی ایسا ہو جس نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی چار بیٹیاں ہونے کا انکار کیا ہو۔ یہ الگ بات ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دامادوں کی مخالفت میں کوئی کسر اٹھانہیں رکھی گئی۔ بلکہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے دامادوں کے بارہ میں ایسے ایسے نازیبا الفاظ اپنی کتابوں میں نقل کیے گئے ہیں جن کو پڑھ سن کر نہ صرف کلیجہ منہ کو آتا ہے بلکہ عرشِ الٰہی بھی کانپ اُٹھتا ہے۔اس بات کا ایک معمولی سانمونہ نعمت اللہ الجزائری کی وہ عبارت ہے جو اس نے اپنی کتاب انوار النعمانیہ میں نقل کی ہے جس میں لکھا ہے کہ روایات کے اختلاف کی بنا پر علما کا اس بارہ میں اختلاف ہوا کہ سیدہ رقیہؓ اور سیدہ اُمّ کلثومؓ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سیدہ خدیجہؓ کے بطن سے صاحبزادیاں تھیں، یا یہ سیدہ خدیجہؓ کے پہلے خاوندوں سے تھیں۔اور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے گھر میں صرف پرورش پائی۔ کیونکہ سیدہ خدیجہؓ نے پہلے عتیق بن عائد المخزومی سے نکاح کیا۔اس سے ایک لڑکی پیدا ہوئی۔ پھر ابو ہالہ اسدی سے شادی ہوئی، اس سے ہند بن ابی ہالہ پیدا ہوا۔ان کے بعد انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے نکاح کیا۔

و ھذا الاختلاف لا اثر لہ لان عثمان فی زمن النبیّ صلی اللّٰہ علیہ وسلم قد کان ممّن

اظهر الاسلام وابطن النفاق و هو صلى الله عليه وسلم قد كان مكلّفا بظواهر الاوامر كحالنا نحن ايضا و كان يميل الىٰ مواصلة المنافقين رجاء الايمان الباطنى منهم مع انه صلّى الله عليه وسلّم لو اراد الايمان الواقعى لكان اقل قليل فان اغلبه الصحابة كانوا على النفاق.

لیکن اس اختلاف کا سیدنا عثمان کے نکاح میں ان دونوں صاحبزادیوں کے یکے بعد دیگرے آنے کا کوئی اثر نہیں پڑتا۔ کیونکہ عثمان ان لوگوں میں سے تھے جو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے زمانہ میں بظاہر مسلمان اور باطن میں منافق تھے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اسلام کے ظاہری احکام کے مکلّف تھے جیسا کہ ہم ہیں۔ اور آپ منافقین کے دلی طور پر مؤمن ہو جانے کے خیال سے اُن سے میل جول رکھتے تھے۔ اگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حقیقی ایمان کا ارادہ فرماتے تو بہت تھوڑے لوگ خالص مومن نکلتے۔ کیونکہ صحابہؓ کی غالب اکثریت اُس زمانے میں منافق تھی۔‘‘ (نعوذ باللہ)

(انوارالنعمانیہ، جلد: ۱،ص: ۸۰، ایران)　　**جاری ہے**

☆......☆......☆

عقیدۂ امامت اور خلافت راشدہ

مصنّف: مولانا پروفیسر قاضی محمد طاہر علی الہاشمی

اہم عنوانات

(۱) قادیانیوں کا تصور خلافت اور ان کے مزعومہ خلفاء کی تفصیل
(۲) خوارج کا نظریۂ خلافت
(۳) شیعہ کا نظریۂ امامت اور اس نظریے پر شیعہ کے قرآن وحدیث سے استدلال کا مدلل جواب
(۴) خلافت کے مآخذ اور خلافت کا لغوی اور اصطلاحی مفہوم
(۵) خلافت کی اہمیت اور خلافت کی مروّجہ تقسیم
(۶) خلافت راشدہ اور شرائطِ استحقاقِ خلافت راشدہ
(۷) خلفائے راشدین کا طریقۂ انتخاب
(۸) امیر المؤمنین خلیفۂ راشد وعادل وبرحق سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ کی خلافت راشدہ پر تفصیلی بحث

صفحات: 832　　قیمت: 700 روپے　　رعایتی قیمت: 450+50 روپے ڈاک خرچ

بخاری اکیڈمی، دارِ بنی ہاشم مہربان کالونی، ملتان 0300-8020384